بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

035: رمضان میں صحابہ کا حال اور لیلۃ القدر۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

﴿رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ ؕ ذٰلِکَ لِمَنۡ خَشِیَ رَبَّہٗ﴾ (البینة:8)

اور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ"

آج کے جمعہ کے خطبہ کے دو موضوع ہیں، پہلا موضوع ہے اولیاؤں کے سرداروں کا حال۔ رمضان میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا حال اور دوسرا موضوع ہے لیلۃ القدر۔

پچھلے خطبہ میں لوگوں کے مختلف حال بیان کیے تھے رمضان میں میرا مقصد ہے کہ ہمارے اپنے جو حالات ہیں رمضان میں، رمضان میں ہمارا کیا حال ہوتا ہے اور اس کی تفصیل بیان کی تھی کہ کتنے گروہوں میں ہم بٹے ہوئے ہیں عمل کے تعلق سے۔ لیکن جب تاریخ پڑھتے ہیں اور اس سے پہلے احادیث نبی ﷺ پڑھتے ہیں اور اس سے پہلے قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں تو خاص لوگوں کا ایک خاص طریقے سے ذکر کیا گیا ہے اور یہ خاص لوگ وہ لوگ ہیں جو اس زمین کے اوپر انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل اور بہترین لوگ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنی زندگی وقف کر دی تھی اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے، یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا اللہ تعالیٰ کے راستے میں، یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے ربّ کو راضی کیا اس دنیا میں اور ان کا ربّ ان پر راضی ہوا دنیا میں اور آخرت میں۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خاص چنا ہے اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کا صحابی بنانے کے لیے یہ کوئی by chance نہیں ہے کہ ایک ہی زمانے میں نبی کریم ﷺ بھی ہوں اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہوں یا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی اسی زمانے میں ہوں۔ ہر گز نہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین ہیں اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ تھی کہ اس بہترین زمانے میں پوری کائنات کی سب سے افضل اور بہترین مخلوق کو انبیاء علیہم السلام کے بعد ہی آنا تھا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے دلوں میں

جھانک کر دیکھا ہے تو سب سے بہترین دل محمد مصطفیٰ رحمت للعالمین ﷺ کا پایا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں دیکھا تو سب سے افضل اور بہترین دل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا پایا اور انہیں پیارے پیغمبر ﷺ کا صحابی بنا دیا۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اللہ تعالیٰ راضی ہے تو کیوں راضی ہوا؟ کیا اللہ تعالیٰ کی رضا اپنے بندے پر ایسے ہی ہوتی ہے بغیر کسی محنت کے بغیر کسی مشقت کے بغیر کسی قربانی کے ؟ آج ہم بھی ایمان کے دعوے دار ہیں آج ہم بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے دعوے دار ہیں، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے دعوے دار ہم بھی ہیں۔ کسی مسلمان سے بھی پوچھیں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں ؟ تو آپ کو ایک ہی جواب ملے گا کہ جی ہاں ! بالکل ڈرتے ہیں لیکن اگر اسی مسلمان سے یہ سوال کریں کیا آج فجر کی نماز باجماعت ادا کی ہے ؟ تو یہاں پر ہاتھ کانپنا شروع ہو جاتے ہیں یہاں پر سر جھکنا شروع ہو جاتے ہیں۔ وجہ کیا ہے ؟ ابھی تو آپ نے یوں فرمایا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں کیسے ڈرتے ہیں آپ اللہ تعالیٰ سے ؟ فجر کی نماز اپنی مرضی سے پڑھتے ہیں، اپنے پڑوسی کو آپ نے تکلیف دی ہوئی ہے ، والدین کے نافرمان آپ خود ہیں ، لوگوں پر ظلم کرتے ہو ، سود کھانے والے ہو ان نافرمانیوں کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ کا ڈر ! یہ عجیب سی بات ہے۔ میں یہ بات ایک عام مسلمان کی کر رہا ہوں سارے نہیں ہیں اچھے لوگ بھی الحمد للہ موجود ہیں میں ایک عام انسان کی بات کر رہا ہوں اور پھر ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ کلمہ پڑھ لیا ہم لوگوں نے کیا یہ کافی نہیں ہے ؟ بڑا احسان ہے کہ کلمہ پڑھ لیا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے اگر ہم مسلمان گھرانے میں پیدا نہ ہوتے تو پتہ نہیں کیا ہوتے ہم لوگ یہ تو اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مسلمان گھروں میں ہم لوگ پیدا ہوئے ہیں اور پیدائشی کلمہ پڑھنے والے ہیں ورنہ افریقہ کے کسی جنگل میں یا امریکہ کی کسی وادی میں پیدا ہوتے یا کسی شہر میں پیدا ہوتے تو آج پتہ نہیں ہمارا کیا حال ہوتا۔ بہر حال، صحابہ کرام اولیاؤں کے سردار رضوان اللہ علیہم اجمعین جن کا صبر پہاڑوں کی طرح مضبوط تھا تو آیئے دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہوا کیسے راضی ہوا؟ میں چند مثالیں بیان کرتا ہوں معروف مثالیں ہیں صرف یاد دہانی کے لیے ﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الذاریات:55)۔ صرف یاد دہانی کے لیے نصیحت کے لیے ورنہ یہ قصے شاید آپ مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں کیوں ہم بچوں کو بچپن سے بلکہ ہم خود بھی یہ قصے سنتے آئے ہیں اور اپنے بچوں کو بھی یہ قصے سناتے رہتے ہیں لیکن صرف سنانے کی حد تک اور یہی ہمارا مسئلہ ہے۔ ہم سنتے بہت اچھا ہیں اور بولتے بھی بہت اچھا ہیں لیکن کرتے کیسے ہیں؟ اللہ اعلم۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ہم سب جانتے ہیں کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کون ہیں۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ایک عبد تھے ایک غلام تھے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ غلام کا کیا مطلب ہے ؟ اونٹ کی طرح گائے کی طرح بکرے کی طرح خریدا جاتا تھا اور بیچا جاتا تھا۔ مال متاع جیسے ہوتا ہے

انسان کا غلام ویسا ہی ہوتا ہے۔ انہوں نے کلمہ شہادت پڑھا اور پیارے پیغمبر ﷺ کے صحابی بن گئے۔ مشرکین سے یہ برداشت نہ ہوا کہ ایسے لوگ بھی کلمہ پڑھنا شروع کر دیں گے اور بلند درجہ حاصل کرنا چاہیں گے تو ہم سرداروں کا کیا حال ہو گا! اور آپ جانتے ہیں کہ عربیوں میں جہالت کے زمانے میں قومیت کا ایک خاص اثر تھا قومیت ان کے لیے ان کے باپ اور دادا کا دین تھا، سرداری ان کی زندگی تھی، اپنا سر ایسے گردن اکڑا کر چلتے تھے، جھکنا نہیں جانتے تھے تو ان سے یہ کیسے برداشت ہو سکتا ہے کہ کہ کوئی غلام ان کے ساتھ کھڑا ہو جائے نماز کے لیے پاؤں سے پاؤں ملا کر کندھے سے کندھے ملا کر تو اور تو کچھ نہ کر سکے انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس ایک راستہ ہے اس نے ابھی کلمہ پڑھا ہے ہم اس کلمہ کو نکالنا جانتے ہیں بے چارے ہیں اور ہر دور میں یہ ظالم موجود ہیں اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پر طرح طرح کے عذاب نازل فرمائے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو تپتی ہوئی ریت پر لٹا دیتے۔ آپ مکہ جاتے ہیں کتنی گرمی ہوتی ہے اس وقت خاص طور پر میں نے دیکھا ہے کہ لوگ بے چارے سائے ڈھونڈتے رہتے ہیں کہ کہیں کوئی سایہ مل جائے چلنے کے لیے۔ آپ کے سر پر ٹوپی بھی ہے رومال بھی ہے پاؤں میں جوتی بھی ہے کپڑے بھی آپ نے پہنے ہوئے ہیں تب بھی آپ سائے ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو مکہ کی تپتی ہوئی ریت پر لٹا دیتے تھے اور گھسیٹتے تھے گھوڑے کے ساتھ باندھ کر۔ آپ جانتے ہیں جب کسی انسان کو زمین پر گھسیٹا جاتا ہے تو جسم پر زخم ہو جاتے ہیں اور جب ان پر گرم تپتی ہوئی ریت لگتی ہے اور یہ صرف نمک نہیں مرچیں نہیں چھڑکی جا رہیں یہ آگ چھڑکی جا رہی ہے تازہ زخموں کے اوپر حتی کہ ان کا خون جم جاتا۔ پتھر لے کر آتے تھے اور ان کے سینے پر رکھ دیتے تھے بھاری پتھر۔ پتھر کیوں رکھتے تھے؟ کیوں کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو جب گھسیٹا جاتا تو ان کی زبان سے کلمہ توحید نکلتا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ جس کی وجہ سے وہ ظلم کر رہے ہیں وہی کلمہ منہ سے نکل رہا ہے تو انہوں نے کہا کہ اس کو خاموش کرنے کا طریقہ بھی ہمارے پاس ہے تو بڑا سا پتھر سینے پر رکھ دیا۔ آپ کو پتہ ہے کہ ہم کیسے بولتے ہیں؟ سانس لیتے ہیں پھر بولتے ہیں۔ جب پتھر سینے پر رکھ دیا جاتا ہے تو سانس کیسے لیں گے؟ سانس لینا دشوار ہو جاتا ہے کہ نہیں؟ مشکل ہو جاتی ہے تو وہ جب لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ نہیں کہہ سکے تو "أَحدٌ أَحَدْ" کہنا شروع کر دیا۔ أَحَدْ کہنے کے لیے لمبے سانس کی ضرورت نہیں پڑتی جو ہوا باقی ہے پھیپھڑے کے اندر تھوڑی سی وہی کافی ہے اور یہ سب سے آسان الفاظ ہیں جو کوئی بھی انسان بول سکتا ہے۔ دیکھیں اللہ کہنے کے لیے لام کہنے کے لیے تھوڑا سا آپ کو سانس لینا چاہیے لیکن أَحَدْ، أَحَدْ، أَحَدْ بالکل آسان ہے تو انہوں نے "أَحدٌ أَحَدْ" کہنا شروع کر دیا ایک ہے میرا ربّ، ایک ہے میرا ربّ، ایک ہے، وہی کلمہ توحید کا پیغام۔ کوڑے مارنا شروع کیے اور مارتے مارتے تھک گئے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بے ہوش گئے لیکن اپنے دین سے ذرہ برابر نہیں ہلے اور نہ ہی ان کا ایمان ہلا ہے، پہاڑوں کی طرح مضبوط ایمان بھی اور صبر بھی۔ سیدنا

بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا ان کے شاگردوں نے یہ سوال کیا کہ آپ صبر کیسے کرتے تھے؟ اتنے سخت عذاب میں اور صبر! آخر آپ بھی انسان ہیں گوشت اور ہڈیوں سے بنے ہوئے ہیں آپ کو بھی تکلیف ہوتی ہوگی تو صبر کیسے کیا تھا آپ نے؟ فرماتے ہیں کہ مجھے صرف یہی پتہ ہے اور یہی ایمان تھا کہ جس کی وجہ سے تکلیف دی جا رہی ہے تکلیف وہی دور کرے گا اور جب ان کے عذاب کی تکلیف ایمان کی مٹھاس کے ساتھ مل جاتی تھی تو وہ تکلیف دور جاتی تھی اور ایمان کی مٹھاس باقی رہ جاتی تھی۔ یہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ اور کچھ ہی عرصے کے بعد جنگ بدر میں یہی عذاب دینے والے ابو جہل اور اس کے ساتھی ان ہی کا سر تھا اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی تلوار تھی۔ ظلم زیادہ عرصے نہیں رہ سکتا میرے بھائیو، ظلم کی حد ہے اور ظلم جب ٹوٹتا ہے تو اپنے ساتھ ظالم کے ہر ظلم کو لے کر جاتا ہے پیچھے کچھ نہیں چھوڑتا۔

یہ تو ایک شخص تھا جنہوں نے ہر تکلیف برداشت کی اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہوا اور اس تکلیف کے باوجود بھی وہ اللہ تعالیٰ پر راضی تھے کہ اے اللہ تعالیٰ تیرا شکر ہے **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ**، تکلیف میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جا رہا ہے۔ ہمارا کیا حال ہے؟ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر کب ادا کرتے ہیں؟ جب ہمیں کوئی نفع پہنچتا ہے تب، شادی ہوئی تب اللہ تعالیٰ یاد آیا شکر ادا کیا، اولاد آئی تب اللہ تعالیٰ یاد آیا تب شکر ادا کیا، نوکری ملی تب اللہ تعالیٰ یاد آیا تب اللہ کا شکر کیا۔ الغرض، جب بھی کوئی ہمیں نفع پہنچتا ہے فائدہ ہوتا ہے تب اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھیں ایک ایک تکلیف میں اللہ تعالیٰ شکر ادا کرتے رہے۔ جانتے ہیں کس چیز کا شکر؟ کہ جان جاتی ہے چلی جائے ایمان تو باقی ہے ناں۔ ان کی سوچ ان کی فکر صرف ایمان تھی کیوں کہ یہی ایک ایمان ہی ہے جو نجات کا ذریعہ ہے اور کامیابی اور فلاح کی بنیاد ہے اگر یہ کم ہو جائے یا ضائع ہو جائے نعوذ باللہ پھر میرے بھائیو ناکامی ہی ناکامی ہے۔ جسم پر تکلیف کا ایک نمونہ تھا یہ۔

دوسرا نمونہ دیکھتے ہیں جو اس سے زیادہ بڑھ کر ہے پورا گھرانہ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں، ان کے والد سیدنا یاسر رضی اللہ عنہ ان کی والدہ سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے بیٹے عمار رضی اللہ عنہ پورا گھرانہ مسلمان ہوا۔ ابھی تو وہ پریشان تھے کہ ایک ایک شخص مسلمان ہو رہا ہے، مشرک پریشان تھے کہ ایک ایک شخص پر ہم قابو نہیں پا سکتے یہ تو پورا گھرانہ مسلمان ہو گیا یہ تو بڑی مصیبت تھی ان کے لیے۔ کیا کیا جائے؟ قوم کا سردار سب سے بڑا ظالم سب سے بڑا عذاب دینے والا اور عذاب دینے کے عجیب و غریب طریقے، عذاب دینے میں اور ظلم میں specialization کی ہوئی ہے، سبحان اللہ۔ ابو جہل کو بلاتے تھے اور ابو جہل گھر کے اندر نہیں چھوڑ رہا ہے پر پورے گھرانے کو عذاب دیتا تھا تاکہ پورے مکہ والے دیکھیں اور ایسا جرم کوئی اور نہ کر سکے۔ جرم کیا تھا؟ ''**لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ**''۔ مارتے رہتے صبح سے شام تک، گرم آگ کی طرح پتھروں پر باندھ دیتے تھے سارا دن،

کوڑے مار مار کر کوڑے مارنے والا تھک جاتا تھا، جسم پر کوئی ایک جگہ نہیں تھی جہاں پر کسی زخم کا نشان نہ ہو۔ نبی رحمت ﷺ اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے پیارے پیغمبر ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے تھے اور فرماتے تھے" صبراً آل یاسِر، فإنَّ مَوْعِدَكُمُ الْجَنَّةُ "(اے آل یاسر صبر کرو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جنت کا)۔ تمہاری یہ جگہ تھوڑی ہے یہ تو وقتی طور پر ایک عارضی جگہ ہے۔

میرے بھائیو، اس دنیا میں ہم آئے ہیں تو ہماری مثال ایسی ہے اس دنیا میں جیسا کہ ایک مسافر اپنے سفر پر جارہا ہے ایک درخت کے سائے کے نیچے تھوڑی دیر کے لیے بیٹھا ہے اپنی منزل مقصود پر پہنچنے کے لیے تھوڑی دیر آرام کر رہا ہے اور اس درخت کے نیچے اس نے کھایا بھی ہے پیا بھی ہے سویا بھی ہے جاگا بھی ہے اور کچھ دیر بیٹھا بھی ہے وہاں پر کچھ تکلیفیں بھی ہوئیں کچھ اچھی چیزیں بھی ہوئیں اس کے بعد وہ اٹھ کر چلا گیا، یہ حياة الدنيا ہے۔ شاید سائے کے نیچے آپ آدھا گھنٹہ یا ایک گھنٹہ بیٹھیں آپ اس کو تھوڑا لمبا کر کے ساٹھ سال کی زندگی سمجھ لیں اور وقت گزرتے ہوئے پتہ نہیں چلتا۔ آپ کے گزرے ہوئے سال آپ کو یاد ہیں؟ ابھی چند دن پہلے رمضان کا انتظار تھا آج رمضان کی اکیس تاریخ ہے پتہ چلا ہے؟ وقت کتنی تیزی سے دوڑ رہا ہے اور ہم قبر کے قریب ہوتے جارہے ہیں روزانہ موت کے قریب ہوتے جارہے ہیں اپنے اجل کی طرف جارہے ہیں۔ تو پیارے پیغمبر ﷺ ان کے لیے دعا فرماتے ہیں" صبراً آل یاسِر، فإنَّ مَوْعِدَكُمُ الْجَنَّةُ "اور آل یاسر نے جب یہ جنت کی بات سنی اور پیارے پیغمبر ﷺ کی زبانی سنی آپ ﷺ کے پیارے فرمان کو سنا تو ان کے قدم اور بھی مضبوط ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ جب جنت سامنے ہے تو آخر یہ مار مار کر مار ہی دیں گے ناں تو مرنا تو ویسے ہی ہے اور اس سے اچھی موت کیا ہو گی کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں موت آجائے۔ اس سے کوئی اچھی موت ہے؟ اگر بستر پر مرنا ہے تو بہتر نہیں کہ ابھی مر جائیں۔ آخر ابو جہل تنگ آگیا اور اس ظالم نے سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا "أول شهيدة في الإسلام "سب سے پہلی شہید خاتون بڑھیا سب سے عظیم عورت شہداء میں سے، دو اونٹوں کے بیچ میں باندھ دیا ایک پاؤں اِس اونٹ کے ساتھ دوسرا پاؤں اُس اونٹ کے ساتھ اور اسے کہا کہ یہ اب یہ تمہارا آخری وقت ہے ابھی اپنے ایمان سے خارج ہوتی ہو اور پیارے پیغمبر یعنی محمد ﷺ کی نافرمانی کرتی ہو اس دین کو جھٹلاتی ہو یا تمہارے لیے سزائے موت نہیں بدترین موت کی سزا ہے۔ ایک بڑھیا ضعیف کمزور خاتون کو بیٹے کی آنکھوں کے سامنے اس کے پیٹ میں نیزے نیزے مار مار کر اونٹوں کو دوڑایا اور انہیں دو ٹکڑوں میں الگ الگ کر دیا۔ بیٹا آنسو بہاتا رہا خاوند آنسو بہاتا رہا آسمان کی طرف دیکھتے رہے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے۔ پہاڑوں جیسا ایمان، صبر، تقویٰ کی انتہا۔

ہاتھ کیوں نہیں اٹھایا؟ بعض لوگ کہتے ہیں اور یہ دنیا کے بدترین لوگ ہیں، بعض رافضی کہتے ہیں کیوں کہ یہ بزدل تھے۔ اللہ کی قسم بزدل نہیں تھا کبھی کوئی بھی صحابی، جنہوں نے اپنی جان قربان کر دی ہے پیارے پیغمبر ﷺ کے فرمان پر وہ کبھی بزدل

نہیں ہو سکتے لیکن پیارے پیغمبر ﷺ کا فرمان تھا حکم تھا کہ ہاتھ نہیں اٹھانا چاہے والدہ کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں پیارے پیغمبر ﷺ کے فرمان کو سر اور آنکھوں پر رکھا اور سر جھکا دیا۔ انسان کو اپنی تکلیف برداشت ہو جاتی ہے لیکن اپنے پیاروں کی تکلیف کبھی برداشت نہیں ہوتی اور خاص طور پر جب ماں ہو۔ اس دنیا میں لوگوں نے دیکھا ہے کہ دو ٹکڑے ہو گئے ہیں لیکن اللہ کی قسم یہاں پر دو ٹکڑے ہوئے اور اسی وقت جنت کے دریاؤں میں تیر رہی تھیں اللہ تعالیٰ نے فوراً جنت میں داخل کر دیا۔ ہم اس دنیا میں دیکھتے کچھ ہیں اور حقیقت آخرت کے لیے کچھ اور ہوتی ہے۔ نبی رحمت ﷺ کو بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کن فیکون عطا فرمایا ہے۔ جانتے ہیں کن فیکون ؟ کن فرمایا اور ہو گیا۔ پیارے پیغمبر ﷺ کے پاس اگر کن فیکون ہوتا تو ایسا منظر دیکھ کر کبھی اس کن فیکون کو استعمال نہ کرتے ؟ اگر یہ وقت نہیں تھا تو کن فیکون کا وقت کب آئے گا یا کب آیا تھا؟ پیارے پیغمبر ﷺ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں آپ ﷺ جو کر سکتے تھے وہ کیا ان کو حوصلہ دیا ان کے لیے دعا فرمائی اور جو خود نہیں کر سکتے تھے اسے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا کہ اے اللہ تعالیٰ تو ہی ان کا نگہبان ہے۔

یہ دین ہمیں ملا ہے ان قربانیوں سے آج دین کی کیا قدر و قیمت ہے ہم نے کبھی سوچا ہے ؟ جس دین کے لیے گردنیں کٹیں خون بہا آج ہم نے اس دین کو ضائع کر دیا۔ آج ہم اس دین کے لیے کیا کر رہے ہیں ؟ ہماری محبتیں اور نفرتیں کس چیز کے لیے ہیں ؟ ہم کب خوش ہوتے ہیں ؟ ہمیں کب تکلیف پہنچتی ہے ؟ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ ہم سوچیں اور سمجھیں ؟ آل یاسر رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنی جان دے کر اپنے ربّ کو راضی کر لیا ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ (اللہ تعالیٰ ان پر راضی اور وہ اپنے ربّ پر راضی)۔

مال کی بات کرتے ہیں لوگ، سیدنا صہیب الرومی رضی اللہ عنہ مکہ سے باہر کہیں رہتے تھے تو ہجرت کر کے مکہ کی طرف آئے اسلام سے پہلے اور تجارت کا کام کرتے رہے مکہ کے بڑے مشہور تاجر بنے کافی مال اور دولت تھی۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا اور پیارے پیغمبر ﷺ کے صحابی بنے تو مشرکوں نے تکلیفیں دینا شروع کر دیں اور بڑی کوشش کی کہ اس شخص سے کوئی تجارت نہ کرے، ہاتھ نہیں اٹھا سکتے تھے کیوں کہ یہ مال دار تھے ان ہی کی طرح سرداروں میں سے ایک سردار بن گیا تھا تو ہاتھ نہیں اٹھا سکتے تھے لیکن بڑی کوشش کرتے تھے کہ تجارت کا کام کسی طریقے سے کم ہو جائے یا کوئی نقصان ہو جائے لیکن سبحان اللہ یہ رزق اللہ تعالیٰ یہ دنیا اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو بھی دیتا ہے اور نافرمانوں کو بھی دیتا ہے، دنیا کی یہ حیثیت ہے مال کی یہ حیثیت ہے۔ تو جب پیارے پیغمبر ﷺ کا حکم آیا کہ ہجرت کرنی ہے اب کافی ہو گیا ہے اتنی برداشت کافی ہے، تیرہ سال مشقت اور تکلیف میں۔ میرے بھائی یہ سزائیں جو میں بتا رہا ہوں یہ ایک لمحے دو لمحے یا دو چار دن کی بات نہیں ہے بلکہ تیرہ سال مسلسل یہ عذاب ڈھائے جاتے تھے۔ بہر حال، جب ہجرت کا حکم آیا سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ ہجرت کے لیے روانہ ہوئے مدینہ کی طرف تو مشرکوں

نے گھیر لیا انہوں نے کہا کہ صہیب کہاں جاتے ہو؟ تم اپنے گھر سے آئے تھے ننگے پاؤں تمہارے پاس کچھ بھی نہیں تھا خالی ہاتھ اور اتنا مال و دولت تم نے ہماری زمین سے ہی کمایا ہے اور ہم تمہیں ایسے ہی جانے دیں گے سب کچھ لے کر جاؤ گے! تم نہیں جا سکتے ہو۔ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ٹھیک ہے ایک ڈیل کر لیتے ہیں کہ میرا جتنا مال و دولت ہے سب کچھ تم لے لو بس مجھے ان دو کپڑوں میں جانے دو میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ مال چاہیے لے لو، دولت چاہیے میرے گھر جو کچھ بھی ہیں لے لو تم سارا مال و متاع تمہارے لیے ہے لیکن صرف مجھے بخش دو۔ انہوں نے کہا کہ بھئی بات تو اچھی ہے بغیر لڑائی بغیر جھگڑے کے بغیر خون خرابے کے سارا مال دینا چاہتا ہے یہ عجیب سا بے وقوف بندہ ہے۔ یہ ان کی سوچ ہے تنگ دلوں کی سوچ ہے پتھر دلوں کی سوچ تو یہاں پر انہوں نے اپنا پورا مال قربان کر دیا اور مدینہ میں اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بیان کر دیا کہ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ "ربح البیع" اس ڈیل میں کامیاب ہو گئے۔ دنیا والے کچھ اور کہہ رہے تھے اور آسمان والے نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کچھ اور خبر دی۔ تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ باہر گئے انتظار کے لیے تاکہ وہ جب وہ آئیں تو انہیں خوش آمدید کہا جائے Welcome کہا جائے تو جب دیکھا سینے سے لگایا اور یہ خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ پر کہ انہوں نے اپنے آپ کو بیچ دیا ہے اللہ تعالیٰ کے راستے میں، سب کچھ قربان کر دیا۔ آپ جانتے ہیں کہ پورا مال قربان کرنا! ہم جیب سے پانچ ریال نکالتے ہیں کسی فقیر کو دینے کے لیے تو ہاتھ تین مرتبہ کانپتے ہیں اور میرے بھائیو! میں پورے مال کی بات کر رہا ہوں۔ جو کچھ آپ نے کمایا ہے جب سے آپ نے کمانا شروع کیا ہے آج تک ایک لمحے میں ایک جھٹکے میں قربان کر دیا۔ کہنا کتنا آسان ہے لیکن کرنے والے نے کر دکھایا اور بولنے والے بول رہے ہیں۔

یہ مہاجرین تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اگر انصار کی بات نہ کی جائے تو بات ادھوری رہتی ہے ان کا بھی حق ہے رضی اللہ عن الصحابة أجمعین۔ جب ہجرت کر کے صحابہ مدینہ پہنچے تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مواخاۃ کی، ایک مہاجر صحابی کو انصاری صحابی کا بھائی بنا دیا۔ ویسے ایمان کا رشتہ تو تھا اسلام کا رشتہ تو تھا بھائی تھے لیکن یہ جو بھائی چارگی ہے یہ کسی اور نوعیت کی ہے ایک نیا امتحان ہے۔ امتحان کیا تھا؟ کیوں کہ مہاجرین اپنے گھر چھوڑ کر آئے ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے سب کچھ قربان کر کے آئے ہیں ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے تو جو انصار ہیں نصرت کرنے والے ہیں اب نصرت کا موقع آیا ہے اب نصرت کر کے دکھائیں۔ کرنا کیا ہے؟ حکم کیا ہے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا؟ ان کو اپنا پارٹنر بنایا ہے اپنے گھر میں لے جانا ہے ان کو کھلانا ہے پلانا ہے ان کے دکھ اور تکلیف کو برداشت کرنا ہے، یہ اپنے پیچھے وہاں پر سب کو چھوڑ کر آئے ہیں اب آپ ہی ان کے لیے سب کچھ ہیں۔ تو ان کو ایسے نہیں چھوڑ دیا کہ جو چاہے کسی کو لے جائے بلکہ نام لے کر فلان کا بھائی فلان ہے، فلان کا بھائی فلان ہے، فلان کا بھائی فلان ہے اور اسے کہتے

ہیں نظام اور سسٹم جو آج ہمارے ہاں نہیں ہے۔ پیارے پیغمبر ﷺ چاہتے تو سب مومن تھے کھلا چھوڑ دیتے کہ بھئی جو جسے لے جانا چاہے لے جائے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ فلان کو لے جاؤ آپ فلان کو لے جاؤ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بھائی بنے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ۔ وہ انہیں گھر لے گئے اور سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا دیکھو عبدالرحمٰن تم میرے بھائی ہو آج کے بعد اور یہ (درمیان میں ایک لائن کھینچ دی) آدھا گھر تمہارا ہے یہ آدھا گھر میرا ہے، میرا مال و دولت جتنی ہے آدھی تمہاری ہے اور آدھی میری ہے، میری دو بیویاں ہیں ایک کو میں طلاق دیتا ہوں عدت کے بعد ایک بیوی تمہاری تم شادی کرلو اور دوسری میری ہے۔

میرے بھائی! یہ خیالی باتیں نہیں ہیں یہ افسانے نہیں ہیں اللہ کی قسم ان لوگوں نے اپنی زندگی ایسے ہی بسر کی ہے اور اسی زمین پر چلتے پھرتے انسان تھے۔ میں فرشتوں کی بات نہیں کر رہا یہاں پر وہ ہماری طرح انسان تھے۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی آنکھیں تر ہو گئیں، ارے اس جذبے کے ساتھ محبت کے ساتھ اور ایک فرمان پر! پیارے پیغمبر ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ گھر میں لے جاؤ یہ نہیں فرمایا کہ سب کچھ آدھا آدھا کر دو اور فرمان ایک مرتبہ سنا دو مرتبہ نہیں۔ میرے بھائیو! آج ہم حدیث رسول اللہ ﷺ دس مرتبہ بیان کرتے ہیں، بیسوں مرتبہ، سینکڑوں مرتبہ لیکن کوئی ہے جو سننے والا ہو؟ ایک مرتبہ فرمان سنا اس فرمان پر بہترین طریقے سے عمل کیا اور آدھا آدھا کر دیا۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا "بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ" اللہ تعالیٰ برکت ڈال دے تیرے بیوی بچوں میں اور تیرے مال میں۔ مجھے بازار کا راستہ دکھاؤ کہ بازار کہاں پر ہے؟ تاجر تھے محنت کرنے والے تھے تو بغیر محنت کے رہ نہ سکے۔ آج ہم مفت خورے ہیں کوئی ایسی آفر کرے کوئی چھوڑنے والا ہے؟ پہلے تو آفر کرنے والا ہے کوئی نہیں اگر کہیں سے کوئی آ جائے تو کوئی چھوڑنے والا نہیں ہے اور اس عظیم انسان کو دیکھیں رضی اللہ عن الصحابة أجمعين "بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، دُلَّنِي عَلَى السُّوْقِ" بازار کہاں پر ہے؟ بازار کی طرف جاتے ہیں اور تجارت کا کام کرتے ہیں۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ان اغنیاء صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ہیں، آپ جانتے ہیں کہ جب ان کی وفات ہوئی ان کی جو مال و دولت تھی جو ان کے ورثاء میں بانٹی گئی اتنا سونا تھا کہ آریوں سے کاٹ کاٹ کر ان کے ورثاء کو حصہ ملا ہے۔ ابھی مدینہ آئے تو کچھ تھا بھی نہیں دو کپڑوں میں آئے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ کے لیے آپ کوئی قدم اٹھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کامیابی ضرور عطا فرماتا ہے ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ (الطلاق:2) (جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے کہیں نہ کہیں سے کوئی نہ کوئی آسان راستہ ضرور نکالے گا)۔ یہ اللہ تعالیٰ کا

وعدہ ہے لیکن بات تقویٰ کی ہے اللہ تعالیٰ کے ڈر کی ہے۔ دعویٰ کرنا اور بات ہے اور عمل کرنا اور بات ہے تو عمل کر کے دیکھیں ناں۔

آج ہم بھی پریشان ہیں ہم میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو پریشان نہ ہو۔ کسی کی اولاد نہیں ہے، کسی کی جاب نہیں ہے، کسی کا کوئی پیارا بچھڑ گیا ہے، کوئی قرض کے نیچے دبا ہوا ہے، کسی نہ کسی طریقے سے کوئی نہ کوئی انسان ضرور پریشان ہے لیکن کیا ہم نے عملاً تقویٰ اختیار کیا ہے؟ کر کے دیکھیں۔

اور ایک عام سی مثال دیتا ہوں میں کہ ایک شخص تھا بڑا اچھا تاجر تھا اسے تجارت میں آہستہ آہستہ نقصان ہونا شروع ہوا تو اس نے یہ سمجھا کیوں کہ میرے پاس کوئی ڈگری نہیں ہے تو میں تجارت کا ایک کورس کرتا ہوں تو اس نے مختلف دو تین کورس بھی کر لیے پھر بھی تجارت میں روزانہ آہستہ آہستہ اور نقصان ہوتا گیا۔ آخر پریشان ہوا اور ایک شیخ کے پاس گیا اس نے کہا کہ شاید کسی نے جادو کر دیا ہو۔ ہماری سوچ تو یہاں تک محدود ہے ناں کہ کسی نے جادو کر دیا کسی نے یہ کر دیا وہ کر دیا لیکن اپنے اندر جھانک کر نہیں دیکھتے ہم لوگ ہمیشہ انگلی دوسرے کی طرف اٹھتی ہے۔ تو شیخ نے کہا جب اس نے پورا قصہ سنا اس طریقے سے اس طریقے سے تو اس نے کہا کہ کوئی حرج نہیں ہے ویسے بھی نقصان ہو رہے ہیں دنیا میں آپ پریشان نہ ہوں بس کثرت سے استغفار پڑھا کرو اللہ تعالیٰ آسانی کرے گا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ پھر واپس آیا کہتا ہے کہ بھئی کوئی فائدہ نہیں ہو رہا میں نے نماز بھی پڑھنا شروع کر دی ہے پہلے میں کبھی نماز پڑھتا تھا مسجد میں اب تو پانچ وقت مسجد میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور استغفار بھی کرتا ہوں لیکن پھر بھی نقصان ہوتا جا رہا ہے۔ تو باتوں باتوں میں اس نے کہا کہ آپ کے والدین زندہ ہیں؟ (ذرا بات کو غور سے سننا)۔ آپ کے والدین زندہ ہیں؟ کہتا ہے کہ ہاں ماں زندہ ہے میری۔ آپ کا حال آپ کی ماں کی طرف کیسا ہے؟ کہتا ہے کہ حال تو بہت اچھا ہے، ایسے سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ حال تو بہت اچھا تھا لیکن اسے کچھ یاد آگیا۔ اس نے کہا کیا ہو گیا؟ اس نے کہا حال تو بہت اچھا ہے لیکن! اب اس لیکن نے معاملہ خراب کر دیا، کہتا ہے کہ ویسے تو میں ٹھیک ہوں اپنی ماں کے ساتھ لیکن مجھے اب یاد آرہا ہے کہ جب میری ماں مجھے فون کر کے یہ کہتی ہے کہ میں نے ڈاکٹر کے پاس جانا ہے شوگر ٹیسٹ کرنے کے لیے یا کوئی دوائی لینے کے لیے تو میرا رویہ اس طریقے سے ہوتا ہے یہ معمول ہے میرا کہ آفس میں بیٹھا ہوں ماں نے فون کیا۔ بیٹا ڈاکٹر کے پاس جانا ہے، اب فون ہاتھ میں ہے ارے، ابھی یاد آپ کو ابھی میٹنگ کرنی تھی لوگ انتظار کر رہے ہیں اچھا ٹھیک ہے میں ابھی آتا ہوں لیکن برائے مہربانی آپ جلدی سے تیار ہو جائیں جب میں آؤں تو باہر کھڑی ہوں مجھ سے انتظار نہیں ہو سکتا، راستہ لمبا ہے آنا بھی ہے جانا بھی ہے میٹنگ میں لوگ انتظار کریں گے میری ہی کمپنی ہے میں ہی منیجر ہوں یعنی میں ہی کمپنی کا مالک ہوں میرے بغیر میٹنگ ہو

نہیں سکتی مہمان آنے والے ہیں بس آپ مہربانی فرما کر جلدی سے تیار ہو جائیں اور اگر دوبارہ جانا ہے تو مجھے پہلے بتانا۔ راستے میں گاڑی میں بیٹھے ہوئے پھر فون کہ آپ تیار ہوئیں کہ نہیں ہوئیں؟ وہاں پر کتنی دیر لگے گی؟ دیکھیں پندرہ منٹ سے زیادہ نہیں لگنے چاہئیں میرے پاس اتنا ہی وقت ہے۔ بیٹا صرف خون ٹیسٹ کرنا ہے اور جتنی دیر اس میں لگے گی وہی ہے بیٹا اور کچھ بھی نہیں کرنا۔ بس ٹھیک ہے جلدی سے آپ تیار ہو جائیں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد پھر فون کیا آپ واقعی تیار ہوئی ہیں کہ نہیں؟ اب ماں بے چاری اس حالت میں اگر کہتی ہے کہ بیٹا نہ آؤ تب بھی مصیبت ہے کیوں کہ اب ماں کو پتہ چل گیا ہے کہ میں نے پریشان کیا ہے اپنے بیٹے کو، اب اس شخص کو دیکھیں اور میں یہ ایک عام انسان کی بات کر رہا ہوں ہم بھی کرتے ہیں شاید لیکن ہمیں پرواہ نہیں ہوتی ہمیں پتہ نہیں چلتا کہ ہم کہہ کیا رہے ہیں ہم کر کیا رہے ہیں۔ تو وہ کہتا ہے کہ میں فون کر کر کے اپنی ماں کا خون خشک کر دیا تھا، راستے میں گاڑی میں بیٹھیں تو دیکھیں کتنا رش ہے، اب میں پتہ نہیں پہنچ پاؤں گا یا نہیں پہنچ پاؤں گا میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ جب جانا ہو تو مجھے پہلے ذرا بتانا، ابھی دیکھیں سگنل بھی بند ہو گیا۔ اب سگنل بند ہو گیا تو اب ماں کا کیا قصور ہے بھئی؟ اس نے تو بند ہونا تھا ماں کا کیا قصور ہے وہ بے چاری کسے کہے؟ لوگوں کو جا کر کہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اچھے ہیں ہم نے نوکر رکھ دیئے ہیں۔ شرم نہیں آتی اللہ کی قسم، کس کے پیٹ سے نکلے ہو تم؟ کسی نوکرانی کے پیٹ سے نکلے ہو؟ کس نے تکلیفیں برداشت کی ہیں تمہارے لیے ساری زندگی؟ کس نے تمہیں سینے سے لگایا ہے؟ کس نے تمہیں اپنا خون پلایا ہے؟ نوکروں کی بات کرتے ہو! اب تھوڑا سا رزق آ گیا ہے تو نوکروں کی بات کرتے ہو! الغرض کہتا ہے کہ جب وہ گھر میں آتی ہیں ناں جب گھر چھوڑتا تھا تو میری ماں کی آنکھیں تر ہوتی تھیں، روتی نہیں تھیں پتہ نہیں گھر میں اس کا کیا حال ہوتا تھا، اب مجھے پتہ چلا ہے کہ میری ناکامی کی وجہ کیا ہے؟ یہ ڈگریاں جو میں نے حاصل کی ہیں کوئی کام کی نہیں ہیں۔ میرے بھائی! ہماری یہ عبادات، نماز، روزے، حج، زکوٰۃ جو بھی ہم کرتے ہیں جو بھی ہم کرتے ہیں اگر والدین کی نافرمانی ہے تو کوئی فائدہ نہیں ہے ان کا۔

پیارے پیغمبر ﷺ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ ایک بڑھیا عورت ہے دن کو روزہ رکھتی ہے اور رات کا قیام کرتی ہے اس کا معمول ہے۔ ہم تو صرف رمضان میں تیس دن مشکل سے صلاۃ الیل پڑھتے ہیں اور گھڑی دیکھتے ہیں کہ پتہ نہیں نماز لمبی کر دی ہے ذرا اور اس بڑھیا کا یہ حال تھا کہ دن کا روزہ اور رات کا قیام لیکن (پھر لیکن آ گیا بیچ میں) اے پیارے پیغمبر ﷺ! وہ اپنے پڑسیوں کو تکلیف دیتی ہے۔ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا "هِيَ فِي النَّارِ" (وہ جہنمی عورت ہے)۔ فائدہ کیا ہے اس نماز کا اس روزے کا ان عبادات کا جب آپ کا اخلاق ہی نہیں ہے۔ آج ہم اچھے نمازی ہیں اچھے روزے دار ہیں کیا ہمارے اخلاق اچھے ہیں؟ یہ پڑوسی کا حال تھا پڑوسی کے ساتھ بدسلوکی کرنے والے کا یہ انجام ہے پیارے پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے یہ کہ نماز اور

روزے کے باوجود بھی جہنمی عورت ہے تو والدین کے ساتھ نافرمانی کرنے والا بدسلوکی کرنے والے کا کیا انجام ہونے والا ہے کبھی سوچا ہے؟

آج میرے بھائیو! جتنی بھی ناکامیاں ہیں، میں اچھے لوگوں کی بات کر رہا ہوں اچھے لوگ یعنی دین دار لوگ اگر کوئی رکاوٹ ہے کہیں پر کوئی ناکامی نظر آتی ہے آپ کو تو اس سے پہلے کہ دوسرے کی طرف اشارہ کرو اپنی طرف اشارہ کر کے دیکھو کہ میں کہاں پر ہوں میرا کیا حال ہے؟ اپنے ربّ کے ساتھ تو حال اچھا ہے کیا ربّ کی مخلوق کے ساتھ بھی میرا حال اچھا ہے؟ کیا والدین کے ساتھ بھی میرا حال اچھا ہے؟ کیا رشتے داروں کے ساتھ بھی میرا حال اچھا ہے؟ کیا بیوی بچوں کے ساتھ بھی میرا حال اچھا ہے؟ اگر اچھا ہے تو پھر خوش خبری ہے پھر تو تھوڑا سا امتحان ہے تھوڑی سی دیر کی بات ہے تھوڑے سے صبر کی بات ہے۔ تیرہ سال کا صبر نہیں یاد رکھیں یہ تیرہ سال کا صبر اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لیا ہے کیوں کہ وہ بہترین لوگ تھے اس پوری کائنات کے انبیاء علیہم السلام کے بعد۔ آپ سے اللہ تعالیٰ تیرہ سال کا امتحان نہیں لے گا فکر نہ کریں آپ کیوں کہ آپ صحابہ رضی اللہ عنہم جیسے اچھے نہیں ہیں لیکن امتحان ہوتا ہے تکلیف ہوتی ہے وقتی طور پر ہوتی ہے اور ایک جزوی مسئلے میں ہوتی ہے تو تھوڑے سے صبر کی بات ہے تحمل کی بات ہے۔

یہ چند صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے میں نے کچھ قصے بیان کیے ہیں۔ رمضان کے تعلق سے میں صرف ایک ہی بات کروں گا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کیوں کہ وقت باقی نہیں رہا کہ یہ عظیم لوگ اولیاؤں کے سردار رمضان سے چھ مہینے پہلے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے "اللَّهُمَّ بَلِّغْنَا رَمَضَانَ" (کہ اللہ تعالیٰ اس سال کے رمضان کو ہماری قسمت میں لکھ دیں اے اللہ تعالیٰ ہمیں زندگی عطا فرمائیں تاکہ اس سال کے رمضان کو ہم پالیں اور اس میں بہترین طریقے سے عبادت کریں ہمیں توفیق عطا فرمایئے)۔ چھ مہینے مسلسل دعا اور رمضان کے گزرنے کے بعد چھ مہینے مسلسل اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی دعا کرتے کہ اے اللہ تعالیٰ ہمارے روزے ہماری نمازیں ہمارا قیام صدقات اور خیرات قبول فرما۔

ہمیں پتہ چلتا ہے رمضان کب ہے کہ جس دن پہلا روزہ ہوتا ہے رات کو پتہ چلتا ہے بھئی کل رمضان ہے۔ کوئی تیاری کی ہے؟ تیاری تو رمضان میں ہی کریں گے ناں۔ کتنی بہترین راتیں ہیں آخری دس راتیں۔ ہمارا حال دیکھنا چاہتے ہو تو بازاروں کی طرف جا کر دیکھو، صلاۃ القیام میں آپ دیکھیں گے کہ ایک صف، پتہ نہیں یہ مسجد ماشاءاللہ اچھی ہوگی زیادہ صفیں ہوں گی واللہ اعلم۔ لیکن ہماری طرف ایک صف مشکل سے اور راستے میں آنے کے لیے راستہ نہیں ملے گا اور پارکنگ آپ کو ملے گی نہیں، بازار سے پانچ کلومیٹر کے راستے پر بازار جانے کے لیے پارکنگ نہیں ملے گی آپ کو مشکل سے پارکنگ ملے گی اور ہم بات کر رہے ہیں چھ

مہینے کی! چھ مہینے پہلے اور چھ مہینے بعد اور رمضان کی فکر! ہمیں تو رمضان کے اندر بھی رمضان کی فکر نہیں ہے اور پہلے اور بعد کی بات تو دور کی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے اور اپنی رحمت کے دروازے کھول دے، ہمیں اپنی کمزوری کا اعتراف ہے ہم کمزور ہیں ضعیف ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت سے اپنے کرم سے اپنے فضل سے ہمارے ایمان کو مضبوط کرے اور ہمیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

دوسرا موضوع تھا لیلۃ القدر کے متعلق، آپ جانتے ہیں کہ لیلۃ القدر کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ایک سورۃ نازل فرمائی ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝١ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝٢ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۥ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝٣ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝٤ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾ (القدر:1-5)

لیلۃ القدر ایک رات ہے رمضان میں رمضان کے آخری عشرے میں طاق راتوں میں جو پورے سال کی بہترین اور سب سے افضل رات ہے اس رات میں اللہ تعالیٰ پوری کائنات کی تقدیر لکھتے ہیں اس لیے اس رات کو لیلۃ القدر کہا جاتا ہے۔ تقدیر لکھنے کا مطلب یہ ہے کہ لوح محفوظ میں جو کچھ لکھا ہے اللہ تعالیٰ اسے فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ وہ تقدیر جو اس سال کی ہے میرے بندوں کی اب وہ صحیفے لے لیں جن میں تقدیر لکھی ہے اور اس رات کو یہ صحیفے ملتے ہیں فرشتوں کو اور اس میں جو لکھا ہوتا ہے وہی کچھ فرشتے کرتے ہیں اور اسی طریقے سے انسان کا جو یہ سال گزرے گا آگے آنے والا وہ اسی رات میں جو لکھا جائے گا اسی کے مطابق گزارا جائے گا اور یہ یاد رکھیں کہ جو کچھ اس رات میں لکھا ہے وہ لوح محفوظ کے مخالف نہیں ہے کیوں کہ اصل تقدیر انسان کی لکھی جاتی ہے لوح محفوظ میں اور وہ کبھی تبدیل نہیں ہوتی اور لوح محفوظ کو محفوظ اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہاں تک کوئی مخلوق پہنچ نہیں سکتی، نہ کوئی نبی، نہ کوئی فرشتہ، نہ کوئی ولی۔ یہ سب من گھڑت باتیں ہیں کہ فلاں ولی ہے اور عرش پر اس کی نظریں ہیں یا لوح محفوظ میں جھانک کر بتاتا ہے۔ یہ سب شیطانی اعمال ہیں۔ لوح محفوظ کو محفوظ اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ محفوظ ہے اور اگر اولیاؤں کی آنکھوں سے محفوظ نہیں تو پھر کس چیز سے محفوظ ہے وہ؟ لوح محفوظ تبدیلی سے محفوظ ہے، لوح محفوظ مخلوق کی آنکھوں سے محفوظ ہے اور جو کچھ لوح محفوظ میں ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور کوئی مخلوق نہیں جانتی کہ اس کے اندر کیا ہے۔

لیلۃ القدر کی فضیلت میں قرآن مجید کی آیت، اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۥ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ﴾ (ہزار مہینے کی عبادت سے افضل ہے لیلۃ القدر)۔ برابر نہیں ہے بلکہ افضل ہے۔ آپ نے ہزار مہینے عبادت کی ہے اس کا جو اجر و ثواب

ہے وہ ایک طرف اور ایک رات کی عبادت ایک طرف اگر ان کو تولا جائے تو لیلۃ القدر کی عبادت اس سے زیادہ بھاری ہے لیلۃ القدر افضل ہے بہتر ہے۔ اور حدیث میں میں نے بیان کیا ہے متفق علیہ روایت ہے "مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ" جس نے لیلۃ القدر کا قیام کیا اس ایمان کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے پیارے پیغمبر ﷺ کا حکم ہے میں نے اس حکم پر عمل کرنا ہے اور جب میں اس حکم پر عمل کروں گا" احْتِسَابًا "تو مجھے اللہ تعالیٰ اس کا اجر و ثواب ضرور عطا فرمائے گا جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔ وعدہ کیا تھا؟" غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ "اس کے پچھلے صغیرہ گناہ سارے کے سارے معاف، کچھ نہیں رہے گا۔ چھوٹے گناہ سارے معاف اور کبیرہ گناہ کے لیے توبہ ضروری ہے۔ کوئی سود خور ہے تو لیلۃ القدر کے قیام سے اس کی معافی نہیں ہوگی جب تک وہ اس سود سے توبہ نہیں کرے گا، کوئی زناکار ہے جب تک زنا سے توبہ نہیں کرتا، اگر والدین کا نافرمان ہے جب تک والدین کی نافرمانی سے توبہ نہیں کرتا تو لیلۃ القدر کے قیام سے اس کے یہ کبیرہ گناہ مٹیں گے نہیں، ہاں صغیرہ گناہ سارے مٹ جائیں گے۔

حکمت کیا ہے لیلۃ القدر کی؟ کہ 83 سال بنتے ہیں تقریباً ہزار مہینے جو ہیں اتنا اجر و ثواب ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ ﴿وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا﴾ (الکھف:49) (اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا)۔ احکم الحاکمین ہے عدل و انصاف کرنے والا ہے ربّ ذوالجلال سبحانہ و تعالیٰ۔ جو پچھلی قومیں گزری ہیں ان کی عمریں کسی کی پانچ سو سال، ہزار سال یا اس سے زیادہ ہیں اور سب سے کم جو عمر ہے پیارے پیغمبر ﷺ کے جو امتی ہیں ان کی عمر ہے ساٹھ سال، ستر سال۔ پھر قیامت کے دن جب نامہ اعمال آئے گا تو سب سے کم عمل کس امت کے ہوں گے؟ جن کی عمر کم ہے۔ تو اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کرنے والے ہیں جل جلالہ سبحانہ و تعالیٰ تاکہ قیامت کے دن کوئی یہ نہ کہے کہ ہم تو اچھا عمل کرنا چاہتے تھے ہماری عمر جو کم تھی تو ہمارے اعمال بھی کم ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایک رات ایسی بنائی یہ صرف خاص پیارے پیغمبر ﷺ کی امت کے لیے تحفہ ہے کہ جس نے ایک رات کی عبادت کی وہ 83 سال کی عبادت کے برابر ہے۔ اگر کوئی شخص یعنی بیس سال کی عمر سے تراویح پڑھنا شروع کرے اور صلاۃ القیام پڑھنا شروع کرے اور اس کی عمر 60 سال ہوئی 60 کے بعد وہ مرا ہے اور باقی جو چالیس سال ہیں جو چالیس رمضان آئے ہیں ان میں سے اگر دس لیلۃ القدر بھی اس نے پائی ہوں اپنی زندگی میں تو کتنے سال بنتے ہیں؟ 830 سال۔ کتنی عمر ہوئی؟ صرف لیلۃ القدر کے تعلق سے آپ کی عمر 830 اور 60، یہ عمر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے نبی رحمت ﷺ کی اُمت پر۔ لیکن اُمت کا حال کیا ہے؟ ان بہترین راتوں میں شاپنگ یاد آجاتی ہے بہت سارے چھپے ہوئے کام نظر آجاتے ہیں، صلہ رحمی کرنی ہے تو اسی وقت کرنی ہے۔

کیوں ؟ارے ، وہ نماز لمبی پڑھاتا ہے ناں تو اس سے نکلنے بچنے کے لیے کوئی نہ کوئی بہانہ ہونا چاہیے۔ کوئی کہتا ہے کہ صلہ رحمی تو دین کا حصہ ہے ناں ہم رشتے دار کو ملنے جا رہے ہیں۔ رشتے دار کو ملنے گئے نہ ان کو نماز پڑھنے دی اور نہ خود نماز پڑھی۔

تو یہ طریقے درست نہیں ہیں میرے بھائیو! چند ہی دنوں کی بات ہے میرے بھائیو! کل ہم رمضان کا انتظار کر رہے تھے آج رمضان الوداع کرنے والا ہے چند ہی دنوں کی بات ہے اگلے ہفتے میں ان شاءاللہ جب ملیں گے اللہ تعالیٰ نے اگر زندگی رکھی ہے تو ہم کہیں گے کہ باقی دو دن ہیں یا شاید ایک دن ہو،اللہ اعلم۔ایام المعلومات، ایام المعدودات،معروف معلوم گنے چنے دن ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے ان دنوں میں تھوڑے سے صبر و تحمل کی بات ہے 83 سال کی عبادت آپ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو تھوڑے سے صبر و تحمل کی بات ہے۔ ٹھیک ہے پاؤں میں درد ہوتا ہے سن ہو جاتے ہیں کھڑے کھڑے لیکن دوسرے دن جب آپ بازار جاتے ہیں یا صبح بینک میں جب بل دینے جاتے ہیں اور اس لمبی قطار میں کھڑا ہونا ہوتا ہے آپ کو تب تو آپ کو یہ تکلیف نہیں ہوتی۔ جانتے ہیں تکلیف کیوں ہوتی ہے ؟ کیوں کہ وہاں پر آپ اپنے دل سے جاتے ہیں اور یہاں پر ہم اپنے جسم سے آتے ہیں تو کبھی دل سے آکر دیکھیں ناں مسجد میں پھر دیکھیں محسوس ہوتا ہے یا نہیں ہوتا، کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی میرے بھائیو۔

لیلۃ القدر کا وقت، بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ایک لمحہ ہے جس نے پالیا وہ کامیاب ہو گیا۔لیلۃ القدر میرے بھائیو ایک لمحہ نہیں ہے یہ بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے یہ بعض عباد، عابد، زاہد جو علم نہیں رکھتے عالم نہیں ہیں انہوں نے یہ شوشا چھوڑا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک لمحہ ہوتا ہے ایک جھٹکا ایسے نور آتا ہے ختم ہو جاتا ہے۔ یہ بات غلط ہے نہ تو کہیں قرآن میں اور نہ کسی حدیث میں اس کا ذکر ہے یہ صرف بعض لوگوں کی ایک خواہش نفس تھی زبان پر آکر لوگوں کو بتا دیا اور قصے مشہور ہیں پتہ نہیں آپ نے سنا ہے یا نہیں کہ ایک شخص تھا وہ لمبی سی ایک لکڑی لے کر آیا درخت کا ایک ٹکڑا اس نے رکھا اور کہتا رہا کہ اے اللہ تعالیٰ اسے سونا بنا دے (لیلۃ القدر کے انتظار میں) اے اللہ تعالیٰ اسے سونا بنا دے، سونا بنا دے، سونا بنا دے جب تنگ ہو گیا چلو لوہا تو بنا دے اس وقت لمحہ تھا لیلۃ القدر کا تو وہ لوہا بن گیا۔اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں ﴿سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾ (سلامتی کی رات ہے ساری کی ساری رات جب تک کہ سورج طلوع نہیں ہوتا)۔ یہ کس کا فرمان ہے ؟ ربّ ذوالجلال سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے، ایک لمحہ نہیں ہے بلکہ ساری ساری رات سلامتی کی رات ہے۔

لیلۃ القدر کب ہوتی ہے ؟ جگہ کون سی ہے ؟ کس رات میں ہوتی ہے ؟ نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں کہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کا التماس کرو (صحیح بخاری، مسلم کی روایت میں آیا ہے) اور ان طاق راتوں میں یعنی 21،

23،25،27،29 یہ جو پانچ راتیں ہیں یہ طاق راتیں ہیں ان میں کوئی نہ کوئی رات ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف 27 ہے تو صرف 27 نہیں ہے منتقل ہوتی رہتی ہے یہ قول راجح ہے اور اللہ تعالیٰ نے چھپا دیا ہے۔ کیوں چھپا دیا ہے؟ اگر پتہ ہوتا کہ ایک رات میں ہے تو پھر سارے مسلمان مسجدیں بھر دیتے ایک ہی رات میں یہاں پر جگہ نہ ہوتی یاد رکھیں مسجد میں۔ کیوں؟ کیوں کہ پتہ ہے فلاں رات میں ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس لیے چھپایا ہے کہ آخری دس راتوں میں خاص طور پر طاق راتوں میں اگر دس راتیں نہیں کر سکتے محنت تو پانچ راتیں تو کر سکتے ہیں ناں تو یہ اور تخفیف ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو ان راتوں میں محنت کرو ضرور ان شاءاللہ ان پانچ راتوں میں سے ایک رات ہے اور آپ وہ ضرور حاصل کریں گے اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نصیب میں لیلۃ القدر کا قیام اور عبادات اس سال کی لیلۃ القدر میں لکھ دے، آمین۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ہمیں علم نافع عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے، قرآن اور سنت پر چلنے کی سلف صالحین کے روشن منہج پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری نماز ہمارا روزہ ہمارا قیام ہماری عبادات اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝١٨٠ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝١٨١ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝١٨٢﴾

وَصَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ وَبَارِكْ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِين

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (035: رمضان میں صحابہ کا حال اور لیلۃ القدر) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio